بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ٹیلیفون نمبر ۳۳ — رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

ان الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء ۔ عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محمودا

الفضل

روزنامہ — قادیان

یوم شنبہ

جلد ۳۲ | ۱۶ ماہ تبوک ۱۳۲۳ھش | ۲۷ رمضان المبارک ۱۳۶۳ھ | ۱۶ ستمبر ۱۹۴۴ء | نمبر ۲۱۸

مدینۃ المسیح

قادیان ۱۴ ماہ تبوک۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے متعلق ڈلہوزی سے آج کوئی اطلاع نہیں مل سکی۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کی طبیعت خدا تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے، درد پھر نہیں ہوا۔ رات دو بجے تک بے خوابی رہی۔ کمزوری ابھی کافی ہے۔ احباب کامل صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

سیدہ ام مظفر احمد صاحبہ کی طبیعت خدا تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔

صاحبزادی امۃ الوکیل سلمہا اللہ تعالیٰ کے متعلق آج یہ اطلاع موصول ہوئی ہے کہ حالت آہستہ آہستہ بہتر ہو رہی ہے۔ مگر اصلاح کی رفتار بہت کم ہے۔ اور تا حال بہت کمزوری ہے

روزنامہ الفضل قادیان ——— ۲۷ رمضان المبارک ۱۳۶۳ھ

انتہائی بدزبانی کا مظاہرہ کرنیوالوں کے لئے ایک حوالہ

دہلی کے اخبار "حریت" نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہتک کا سراسر جھوٹا اور بے بنیاد الزام لگا کر اپنی جس تہذیب اور شرافت کا مظاہرہ کیا۔ اس کا ذکر پہلے کیا جا چکا ہے۔ ایسے اخلاق اور اس قسم کے شرمناک حالات میں سے گزرنے والے لوگوں کو تو مسلمان کہلانے پر بھی شرم آنی چاہیئے۔ مگر زمانہ کی ستم ظریفی ملاحظہ ہو۔ اس قماش کے لوگ جب دیکھتے ہیں۔ کہ عوام الناس کو کسی مغالطہ میں ڈالا جا سکتا ہے۔ اور ان میں پذیرائی حاصل ہو سکتی ہے۔ تو اپنے چہروں پر حامیٔ اسلام بلکہ فدائے اسلام کا نقاب ڈال کر آ موجود ہوتے ہیں۔ اور پھر جو ان کے مونہہ میں آتا ہے کہتے چلے جاتے ہیں۔

عام طور پر وہ لوگ جو اپنے اصل مسلک دنیا طلبی سے ہٹ کر جماعت احمدیہ کی طرف لپکتے۔ اور اپنے آپ کو اسلام کے سب سے بڑے حامی ظاہر کرتے ہیں۔ اسی رنگ کے ہوتے ہیں۔ اور "حریت" کے بعد "ایمان" آف پٹی کے ایڈیٹر صاحب نے اپنے آپ کو اسی زمرہ میں ثابت کیا ہے۔ ہمیں فی الحال ان حالات میں جانے کی ضرورت نہیں۔ جن میں سے گزر کر "ایمان" موجودہ حالت تک پہنچا ہے۔ مگر ہر شریف انسان محسوس کئے بغیر نہیں رہے گا۔ کہ "ایمان" نے احمقوں کے قینچی کی طرح زبان چلانا اپنا کمال سمجھا ہے۔ لیکن درحقیقت اس نے اپنی اصلیت کا اظہار کیا ہے۔

چونکہ "ایمان" ہمارے پاس نہیں آتا۔ اس لئے اخبار "اہلحدیث" سے اس کے الفاظ پیش کر کے بتایا جاتا ہے کہ صفحہ عالم پر اس تہذیب اور اس شرافت کے مالک انسان بھی موجود ہیں جو کہلاتے تو اسلام کے محافظ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شیدائی ہیں۔ لیکن ان کی حالت یہ ہے۔ کہ اور تو اور خود رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت اور وقار کے سوال پر بھی سنجیدگی اور شرافت سے گفتگو نہیں کر سکتے۔ بلکہ رذیل ترین لوگوں کی طرح بدزبانی اور بدگوئی پر اتر آتے ہیں۔

ایک ایسا انسان جسے لاکھوں انسان اپنا مذہبی پیشوا سمجھتے۔ جس کی عزت و توقیر کرنا اپنا مذہبی فرض یقین کرتے۔ اور جس کے اشارہ پر اپنی جان و مال قربان کر دینا باعث سعادت خیال کرتے ہیں اسے یوں مخاطب کرنا۔ کہ "محمود اپنے الفاظ واپس لو" کہاں کی شرافت اور انسانیت ہے۔ پھر الفاظ بھی وہ جن کے متعلق ہمارا دعویٰ ہے کہ نہ صرف ان میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہتک کا شائبہ تک نہیں پایا جاتا۔ بلکہ آپ کی عظمت اور شوکت ثابت ہوتی ہے۔ اور وہ الفاظ استعمال کرنے والا انسان ایسا ہے۔ جس کی زندگی کا ایک ایک لمحہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صداقت ثابت کرنے اور دنیا پر آپ کی صفات ظاہر کرنے میں صرف ہو رہا ہے۔

اس شریفانہ طرز خطاب کے بعد جو کچھ "ایمان" نے لکھا ہے۔ اس کے چند الفاظ بطور نمونہ ملاحظہ ہوں

(۱) "اسلام بلکہ کفر کی گود میں آج تک کوئی ایسا کم ظرف اور سفلہ انسان پیدا نہیں ہوا۔ جو مخدوم انسانیت برگزیدہ ہستی۔ خواجہ کائنات حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بزرگی کے ساتھ اس طرح کھیلا ہو جس طرح بشیر الدین محمود کھیلا ہے۔"

(۲) "مرزا محمود نے وہ بوجھ اٹھایا ہے جس کے اٹھانے کی کوئی بھی انسان جرأت نہیں کر سکتا۔ مرزا محمود نے وہ الفاظ کہے ہیں۔ جو انسانیت کی حد سے باہر ہیں۔ ان الفاظ نے چہرۂ انسانیت کو سیاہ کر دیا ہے۔ یہ الفاظ قیام قیامت کا نشان ہیں۔"

(۳) "اے محمود اپنے الفاظ واپس لو۔ وہ ہوا جس میں تمہارے الفاظ جذب ہوئے رو رہی ہوگی۔ وہ فضا جس میں تمہاری صدا گونجی۔ تڑپ رہی ہوگی۔ وہ زمین جس پر کھڑے ہو کر تم نے یہ ناروا تعلی کی۔ فرط حیرت سے جاں بلب ہوگی۔ وہ سورج کی کرنیں جنہوں نے تمہارے الفاظ سنے غش کھا گئی ہوں گی۔ اے محمود اپنے الفاظ واپس لو۔ اور خدا کی معصوم ہوا کو بے گناہ فضا کو اور اس پاک زمین کو درد و مصیبت سے بچا لو۔ اے محمود میں تمہارے سامنے اس پوری انسانیت کا نہیں۔ بلکہ اس پوری کائنات کا مطالبہ پیش کر رہا ہوں۔

اپنے الفاظ بلا تاویل واپس لے لو۔ اس دنیا میں کبھی ایسا نہیں ہوا کہ ایک مکھی ستارے توڑنے کے لئے اڑی ہو۔ کبھی ایسا نہیں ہوا۔ کہ ایک مچھر چہرہ ماہتاب پر ڈنک چلانے کے لئے دوڑا ہو۔ اے قادیانی تم میں اور رسول جن و انس میں تو مچھر اور ماہتاب کی نسبت بھی نہیں۔ پھر زبان درازی کا کیا مطلب؟ کیا تم اپنے بعد ایسے بُرے الفاظ کا ورثہ چھوڑ رہے ہو۔ جن پر اس کرۂ زمین کا ہر ذرہ قیامت تک لعنت کرے گا"

(ایمان ۲۰ اگست ۴۴ء)

ایک طرف اس بدزبانی بدگوئی اور بدکلامی کو دیکھئے اور دوسری طرف ذیل کا ایک حوالہ ملاحظہ فرمایئے۔ جو اردو کی ایک کتاب سے پیش کیا جاتا ہے۔ جس کا نام "یادگار غالب" ہے۔ اور شمس العلماء خواجہ الطاف حسین صاحب حالی نے لکھی ہے۔ ایک قصیدہ لکھتے ہیں:۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایڈیٹر۔ غلام نبی — بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور دفتر الفضل قادیان سے شائع کیا

"مولانا فضل حق مرحوم مرزا (غالب) کے بڑے گاڑھے دوست تھے۔ اور ان کو فارسی زبان کا نہایت مقتدر شاعر مانتے تھے۔ چونکہ مولانا کو وہابیوں سے سخت مخالفت تھی۔ انہوں نے مرزا پر نہایت اصرار کے ساتھ یہ فرمائش کی۔ کہ فارسی میں وہابیوں کے خلاف ایک مثنوی لکھ دو۔ جس میں ان کے بڑے بڑے اور مشہور عقیدوں کی تردید اور خاصکر امتناع نظیر خاتم النبیین کے مسئلے کو زیادہ شرح و بسط کے ساتھ بیان کرو۔ اس مسئلے میں مولانا اسمٰعیل شہید کی یہ رائے تھی۔ کہ خاتم النبیین کا مثل ممکن بالذات اور ممتنع بالغیر ہے۔ ممتنع بالذات نہیں ہے یعنی آنحضرت کا مثل اس لئے پیدا نہیں ہو سکتا۔ کہ اس کا پیدا ہونا آپ کی خاصیت کے منافی ہے نہ اس لئے کہ خدا اس کے پیدا کرنے پر قادر نہیں ہے۔ برخلاف اس کے مولانا فضل حق کی یہ رائے تھی۔ کہ خاتم النبیین کا مثل ممتنع بالذات ہے۔ اور جس طرح خدا اپنا مثل پیدا نہیں کر سکتا۔ اسی طرح خاتم النبیین کا مثل بھی پیدا نہیں کر سکتا۔

مرزا صاحب پر یہ فرمائش ہوئی۔ کہ اس مسئلے پر جو رائے مولانا فضل حق کی ہے۔ وہ فارسی نظم میں بیان کی جائے۔ مرزا نے اول عذر کیا۔ کہ مسائل علمی کا نظم میں بیان کرنا مشکل ہے۔ مگر انہوں نے نہ مانا۔ لاچار مرزا نے ایک مثنوی جو کہ ان کے کلیات مثنویات کے سلسلہ میں چھٹی مثنوی ہے۔ لکھ کر مولانا کو سنائی انہوں نے بے انتہا تعریف کی۔ اور یہ کہا کہ اگر میں فارسی شعر میں تمہارے برابر مشاق ہوتا تو بھی ایسی خوبی سے ان مطالب کو نہ ادا کر سکتا۔ مگر جو کچھ مرزا نے مسئلہ نظیر خاتم النبیین کے باب میں کسی قدر مولانا کی رائے کے خلاف لکھا تھا۔ اس پر مولانا سخت ناراض ہوئے۔ مرزا نے صاف صاف یہ تو نہیں لکھا تھا۔ کہ خدا خاتم النبیین کا مثل پیدا کرنے پر قادر ہے۔ مگر اس مضمون کو اس پیرائے میں ظاہر کیا تھا۔ کہ اس موجودہ عالم میں تو ایک خاتم کے سوا دوسرا خاتم پیدا نہیں ہو سکتا۔ لیکن خدا قادر ہے۔ کہ ایک ایسا ہی عالم پیدا کر دے۔ اس میں خاتم النبیین کا مثل جو اس دوسرے عالم کا خاتم النبیین ہو خلق فرمائے۔ چنانچہ انہوں نے اس مضمون کو اس طرح نظم کیا ہے ؎

یک جہاں تا ہست یک خاتم بس است
قدرتِ حق را نہ یک عالم بس است
خواہد از ہر ذرہ آرد عالمے
ہم بود ہر عالمے را خاتمے
ہر کجا ہنگامۂ عالم بود
رحمۃ للعالمینے ہم بود
کثرت ابداعِ عالم خوب تر
یا بیک عالم دو خاتم خوب تر
در یکے عالم دو خاتم تا مجوے
صد ہزاراں عالم و خاتم بگوے"

اس حوالہ سے ظاہر ہے کہ

(۱) رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نظیر کے ہونے کا مسئلہ پہلے سے چلا آرہا ہے۔

(۲) مولانا اسمٰعیل شہید کا اس بارہ میں یہ عقیدہ تھا۔ کہ "آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا مثل اس لئے پیدا نہیں ہو سکتا کہ اس کا پیدا ہونا آپ کی خاصیت کے منافی ہے۔ نہ اس لئے کہ خدا اس کے پیدا کرنے پر قادر نہیں ہے۔"

(۳) مرزا غالب کا بھی یہی عقیدہ تھا۔ بلکہ انہوں نے تو یہاں تک کہا کہ ؎

صد ہزاراں عالم و خاتم بگوئے

ہزاروں عالم اور ہزاروں خاتم النبیین کہو

(۴) شمس العلماء مولانا حالی بھی اسی عقیدہ کے تھے۔ کیونکہ انہوں نے اس کے خلاف ایک لفظ نہیں کہا۔ بلکہ ان کا رجحان اپنے استاد مرزا غالب کی تائید میں پایا جاتا ہے۔

یہ جو کچھ کہا گیا ہے۔ اگر اس سے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی کوئی ہتک نہیں ہوتی تو پھر حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے جو کچھ فرمایا ہے۔ اس سے بھی قطعاً نہیں ہوتی۔ اور اگر ان لوگوں کے خلاف بدزبانی کرنا درست نہیں ہو سکتا تو حضرت امام جماعت احمدیہ کے خلاف انتہائی بدزبانی کرنے والوں کو بھی شرم و حیا سے کام لینا چاہیئے۔ آپ جو کچھ فرماتے ہیں وہ یہ ہے کہ "خدا تعالیٰ نے کسی کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بڑھنے سے نہیں روکا۔ اگر کسی شخص میں ہمت ہے تو بڑھ جائے مگر وہ بڑھے گا نہیں۔ کیونکہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو قربانی کی ہے کوئی وہ قربانی دینے کا اہل نہیں ہے۔ یہ صاف بات ہے۔ کہ بڑھ سکنا اور چیز ہے اور بڑھنا اور چیز۔ بڑھ سکنے کے یہ معنی ہیں کہ ہر شخص کے لئے آگے بڑھنے کا حق تھا۔ اور یہ راستہ اس کے لئے بند نہیں تھا۔ بلکہ کھلا تھا۔ لیکن جب کوئی شخص آگے بڑھا نہیں۔ تو معلوم ہوا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو عشق کا نمونہ دکھایا ویسا نمونہ اور کوئی نہیں دکھا سکا۔ عام آدمی تو الگ رہے وہ نمونہ ابراہیمؑ موسیٰؑ اور عیسیٰؑ بھی نہیں دکھا سکے۔ اب اس عقیدہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک کونسی ہوگئی۔ یہ تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت ہے کہ خدا نے سب لوگوں کے لئے دروازہ کھول دیا۔ اور کہا کہ آؤ۔ اور اس دروازے میں داخل ہونے کیلئے ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرو۔ اس پر سب لوگ دوڑے۔ مگر چونکہ ان میں محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جیسا عشق نہ تھا۔ وہ اس زور سے نہ دوڑ سکے جس زور سے محمد رسول اللہ دوڑے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آگے نکل گئے۔ پس اس میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک نہیں بلکہ عزت ہے"۔ (الفضل ۱۹ جولائی)

بدزبانی کے زور سے حق کو چھپا دینے اور خدا تعالیٰ کے محبوب اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے عاشق صادق کے خلاف طوفان اٹھانے والے ذرا غور تو کریں کیا اس عقیدہ کی بنا پر انہیں انتہائی بدزبانی کرنے کا حق پہنچتا ہے۔

انگلستان میں عیسائی تہذیب کو خطرہ

لنڈن ۱۳ ستمبر۔ مکرم مولوی جلال الدین صاحب شمس امام مسجد احمدیہ لنڈن نے بذریعہ تار مطلع کیا ہے۔ کہ انگلستان میں لارڈ چیف جسٹس کی صدارت میں ایک کمیشن مقرر ہوا تھا جس نے لڑکوں کے کلبوں میں مذہب کے سوال کا مطالعہ کرنے کے بعد یہ قرار دیا ہے۔ کہ اس ملک میں عیسائی تہذیب خطرہ میں ہے۔ مذہب سے عقیدت بالکل جاتی رہی ہے۔ اور اخلاقی معیار بالکل گر چکا ہے۔ وائیکونٹ ہنچنگ بروک نے کہا۔ کہ سینما نے لوگوں کو چرچ سے دور کر دیا ہے۔

اس خبر سے جہاں مذہب کی ضرورت اور اہمیت ثابت ہے۔ وہاں یہ بھی ظاہر ہے۔ کہ عیسائیت اہل مغرب کو روحانی تسکین اور تسلی دینے میں ناکام ہو چکی ہے۔ اس وقت ضرورت ہے۔ کہ پورے زور کے ساتھ انہیں اسلام کی دعوت دی جائے۔

خدام الاحمدیہ سالانہ اجتماع ——— اور ——— علمی مظاہرے

۱۳ ——— ۱۴ ——— ۱۵ اکتوبر ۱۹۴۴ء

خدام کی علمی تربیت کے لئے سالانہ اجتماع کے موقعہ پر بعض خدمات کے علمی مظاہرے مرکز کی طرف سے پیش کئے جاتے ہیں۔ تاکہ خدام کے سامنے ان کے سپرد خدمات کا صحیح طریق کار آسکے۔ چنانچہ جب وہ واپس اپنی اپنی مجالس کو لوٹیں۔ تو ان خدمات کو صحیح طور پر سرانجام دے سکیں۔ خدام کو چاہیئے کہ اجتماع میں شرکت فرما کر اس مفید پروگرام سے زیادہ سے زیادہ مستفید ہونے کی کوشش فرمائیں۔ خاکسار ملک عطاء الرحمٰن معتمد مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایک امتحان کے متعلق اعلان

درجہ عالمہ و معلمہ جامعہ نصرت کا امتحان ماہ ستمبر میں ہو رہا ہے۔ جو طالبات اس میں شامل ہونا چاہیں جلد از جلد درخواستیں بنام جائنٹ سکرٹری مجلس تعلیم قادیان بھجوا دیں۔

خاکسار عبدالمنان عمر۔ جائنٹ سیکرٹری مجلس تعلیم قادیان

مجالس ماتحت انتخاب صدر کے لئے ممبروں کے نام بھیجنے کی آخری تاریخ ۱۵ ستمبر نہیں بلکہ ۳۰ ستمبر ہے

منتظم اشاعت سالانہ اجتماع

مصری صاحب کا حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کے خط سے انکار

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آپ کا ایک طرفہ معیارِ صداقت

از مکرم میاں عطاء اللہ صاحب بی اے ایل ایل بی

تفسیر نویسی کا چیلنج اور مصری صاحب

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے جب تمام علمائے دنیا کو بالمقابل تفسیر نویسی کا چیلنج دیا۔ تو شیخ عبد الرحمن صاحب مصری نے اپنی جگہ پر یہ سمجھا کہ آپ بھی اس چیلنج کے مخاطب ہیں۔ چنانچہ آپ نے چیلنج قبول کرتے ہوئے لکھا کہ علوم ظاہری کے اظہار کے لئے آپ" قرآن کریم کے لفظی ترجمہ اور جملوں کی ساخت کے متعلق "سوالات" تیار کریں گے۔ اور آیت استخلاف و خاتم النبیین کی تفسیر لکھیں گے اور پرچہ معہ جواب کسی مسلمہ عالم کے پاس بھیجدیا جائے۔ اس کا فیصلہ قطعی ہو گا۔"

خاکسار نے اس کے جواب میں عرض کی۔ کہ پورے چوبیس سال حضرت فضل عمر کے خوان نعما سے ریزہ چینی کرنے اور اپنے کردہ ہائے ناگفتہ بہ کی پاداش میں نکال دیئے جانے کے بعد آپ کو خود ہی سمجھ لینا چاہیئے تھا۔ کہ آپ اس چیلنج کے مخاطب نہیں ہیں۔ پھر آپ اپنے نفس کے سوا دنیا میں اور کسی شخص کی نمائندگی بھی نہیں کرتے علاوہ بریں صرف و نحو کی چند اصطلاحی شعبدہ بازیاں دکھانا کوئی ایسا کارنامہ بھی نہیں۔ کہ اس کے دیکھنے کے لئے کوئی ثقہ آدمی میدان مقابلہ میں آئے۔ پھر آیات کا انتخاب اس سے بھی زیادہ ذہنی اور اخلاقی پستی کا ثبوت دے رہا تھا۔ آپ کو مقابلے کی جرأت اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے کسی خاص علم کی بناء پر نہیں ہو رہی۔ بلکہ آپ کی پشت و پناہ وہ "مسلمہ عالم" ہے۔ جو غالباً عقائد میں آپکا ہمنوا ہو گا۔ ورنہ آپ اسے عالم ہی تسلیم نہیں کریں گے۔ اور اس طرح میدان آپ کے ہاتھ رہے گا

امور مذکورہ بالا کے علاوہ میں نے یہ بھی عرض کیا۔ کہ آپ کے اور حضرت فضل عمر کے درمیان تو تفسیر نویسی کا فیصلہ اپنے زمانہ کا سب سے بڑا عاشق و عالم قرآن سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ آج سے ۳۰ سال پہلے فرما چکا ہے۔ اب آپ حضور سے کسی بڑے عالم کو کہاں سے تلاش کر لیں گے۔ اور اسی خط کا ذکر کیا جو حضور نے مصری صاحب کو جب وہ مصر میں برائے تعلیم مقیم تھے بھیجا تھا۔

وسوسہ اندازی

اس کے جواب میں مصری صاحب نے اور کسی بات کے متعلق تو کچھ کہنے کی جرأت نہ کی۔ البتہ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کے خط کا بڑے زور شور سے انکار کر دیا۔ اور خاکسار کے متعلق حسب عادت وسوسہ اندازی کا ارتکاب کیا۔

خاکسار نے ۱۹ اگست کے "الفضل" میں خط کے متعلق لکھا تھا۔ کہ اس خط کا ذکر ۳۰ سال سے احمدیہ لٹریچر میں ہو رہا ہے۔ اور یقینی طور پر آپ کو اس کا علم ہے۔ اب ۳۰ سال بعد اس کا انکار کوئی عقلمند مان نہیں سکتا۔ اور دیگر کئی دلائل سے ثابت کیا۔ کہ خط ضرور لکھا گیا۔ اور اب محض کتمان حق کی نیت سے آپ انکار کر رہے ہیں۔

اس کے جواب میں مصری صاحب نے ۲۳ اگست ۱۹۴۴ء کے "پیغام" میں ایک طویل مضمون لکھا ہے جس کا آغاز تو انہوں نے بے تعلق باتوں سے شروع کر کے عجب گمراہ کن دعووں پر جا ختم کیا ہے۔ اور حسب عادت چند اور وساوس اس عاجز کے متعلق پھیلانے کی سعی نافرجام کی ہے۔ اس کا جواب عرض کرتا ہوں:۔

شکوۂ تلخ کلامی

مصری صاحب کے شکوۂ تلخ کلامی کے متعلق میں اسی قدر عرض کرتا ہوں۔ کہ الحق مرٌّ۔ حضرت جری اللہ فی حلل الانبیاء نے بار بار فرمایا ہے کہ اظہار حق کا نام گالی نہیں ہوتا۔ میں مصری صاحب کو یقین دلاتا ہوں۔ کہ میں نے جو کچھ بیان کیا حق بیان کیا۔ سارا حق بیان کیا۔ اور حق کے سوا اور کچھ بیان نہیں کیا۔

الزام تراشی

مصری صاحب چند الزامات سلسلہ عالیہ کے بعض افراد کے خلاف ایجاد کرنے کے لئے مندرجہ ذیل تمہید اٹھاتے ہوئے فرماتے ہیں۔ "کیا یہ حقیقت نہیں کہ میاں صاحب مکرم کی بیعت میں لوگوں کو شامل ہونے کی ترغیب دلانے کے لئے اس قسم کی خلاف واقعہ باتیں بنائی گئی ہیں؟" اور آگے حضرت پیر سراج الحق صاحب نعمانی مرحوم و مغفور۔ محترم صوفی عبد القدیر صاحب محترم مولوی ابو العطاء صاحب اور خود حضرت فضل عمر ایدہ اللہ تعالیٰ کے خلاف دانستہ و بالارادہ خلاف واقعہ باتیں بیان کرنے کا الزام تراشا ہے۔

میں عرض کرتا ہوں کہ خدا کی قسم پیر سراج الحق صاحب مرحوم کے خواب کا مجھے قطعاً کوئی علم نہیں۔ نہ یہ علم ہے۔ کہ جماعت نے اس سے کبھی کوئی فائدہ اٹھایا۔ لیکن اگر مصری صاحب کا یہ الزام درست ہو۔ تو میں آپ سے یہ پوچھنے کی جرأت کرتا ہوں۔ کہ اب جو آپ کو اپنے ایک مردہ بھائی کا گوشت کھانے کا شوق پیدا ہوا۔ پیر صاحب مرحوم کی زندگی میں ان سے ان کی مفروضہ غلطی کی اصلاح کیوں نہ کرائی۔

مصری صاحب کا ایمان نہاں خانۂ دل کے کس تاریک گوشے میں کتمان حق کے ہزاروں غلاف اپنے اوپر اوڑھے پڑا تھا کہ آپ نے چوبیس سال کے عرصہ میں ایک دفعہ بھی پیر صاحب کی مفروضہ غلطی کے خلاف آواز بلند نہ کی۔ آپ کا فرض تھا۔ کہ خواہ ساری جماعت آپ کو منافق یا مرتد کہتی۔ آپ اس مزعومہ باطل کو مٹانے کے لئے اپنا سارا زور صرف کر دیتے۔ ہو سکتا تو "پیغام" میں اپنا مضمون شائع کرا دیتے اگر پیغام شائع نہ کرتا تو "اہلحدیث" میں بھیج دیتے اور اگر اسے بھی کسی وجہ سے تامل ہوتا۔ تو اپنی گرہ سے خرچ کر کے اشتہار شائع کرا دیتے۔ آپ پھر تلخ بیانی کا رونا روئیں گے لیکن کیا میں مجبور نہیں۔ یہ عرض کروں کہ یا تو آپ نے یہ جھوٹا الزام تراش لیا ہے یا منافقت سے چوبیس سال آپ کے مونہہ پر مہر لگائے رکھی۔ آپ تو بڑے ایمان کے دعویدار تھے۔ اور بڑی مصلحانہ قوتوں کے مدعی تھے۔ زبان بھی آپ کے مونہہ میں اتنی تیز ہے کہ عقرب کو نیش زنی میں سبق دیتی ہے۔ پھر یہ خاموشی کیوں؟

محترم صوفی عبد القدیر صاحب سے "دو شنبہ ہے مبارک دو شنبہ" والے الہام کی تعیین میں غالباً ایک حسابی غلطی ہوئی۔ اور مصری صاحب نے نہایت بے باکی سے ان کی طرف بدنیتی منسوب کر دی حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ نے ممکن ہے رسالہ دیکھا بھی نہ ہو۔ لیکن جھٹ کہہ دیا۔ کہ حضور نے اصلاح نہیں کرائی۔ کیا ان بعض الظن اثم کی اس سے بدتر مثال بھی کہیں مل سکتی ہے۔ صوفی صاحب کا اپنا مضمون ۲ ستمبر ۱۹۴۴ء کے "الفضل" میں شائع ہو گیا ہے۔ اگر مصری صاحب توبہ کی اہلیت رکھتے ہوں تو اس مضمون میں ان کے لئے کافی سامان ندامت موجود ہے۔

محترم مولوی ابو العطاء صاحب نے بھی "فرقان" ماہ اگست میں ایک غلطی کا نہایت صاف الفاظ میں اعتراف کر لیا ہے۔ جو ان سے صرف اس وجہ سے سرزد ہوئی۔ کہ انہوں نے ان جاءکم فاسق بنبإٍ فتبینوا کو مدنظر نہ رکھتے ہوئے ایک پیغامی کی روایت پر اعتبار کر لیا کیا مصری صاحب اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر کہہ سکتے ہیں۔ کہ اس غلطی میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کا کوئی دخل تھا؟

اس سلسلہ میں مصری صاحب کی حضرت فضل عمر کے خلاف شکایت کو تو ان کی راستگوئی کا گل سر سبد کہنا چاہیئے۔ اسکے بعد بھی اگر ان کے احباب مصری صاحب مکرم کو راستباز نہ سمجھا کریں۔ تو واقعی یہ بڑا ظلم ہے۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے۔ کہ ۱۹۳۵ء میں نظارت تالیف و تصنیف نے صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے حضور کی نبوت کے بارے میں حلفیہ شہادت کا مطالبہ کیا۔ مطبوعہ فارم میں مطالبہ مندرجہ ذیل الفاظ میں کیا گیا تھا "درباره مسئلہ نبوت مہربانی فرما کر **حلفی بیان** دیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو صحیح طور پر اور اصلی معنوں میں اللہ کا رسول اور نبی یقین کرتے تھے"۔ مولوی ابو العطاء صاحب نے اپنے رسالہ "فرقان" میں مصری صاحب کے اس بیان کو جو مطالبہ مذکورہ بالا کے جواب میں انہوں نے دیا حلفی بیان قرار دیکر شائع کیا۔ اور حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ نے بھی اس بیان کا ذکر اپنے دربار شام میں فرمایا کہ مصری صاحب نے حلفی بیان دیا تھا۔ مگر مصری صاحب کو یہ شکوہ ہے کہ حضرت اقدس نے ایک خلاف واقعہ بیان ان کے متعلق شائع فرمایا۔ کہ انہوں نے حلفی بیان دیا حالانکہ انہوں نے کوئی حلفی بیان نہیں دیا بلکہ انہوں نے بالکل نبوت سے انکار کیا ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اب احباب غور فرمائیں کہ مطالبہ حلفی بیان کا ہے۔ جواب دینے کے لئے واضح الفاظ میں سوالات لکھے گئے ہیں۔ اور مصری صاحب انہی سوالات کے سامنے جواب لکھ رہے ہیں۔ لیکن انہوں نے حلف پیٹ میں ڈال لی تھی۔ کیا کسی شریف آدمی سے جب کہا جائے کہ یہ بات حلفاً بیان کرو اور مجیب بات بیان کرے۔ تو اس بیان کو حلفی نہ سمجھا جائیگا؟ کیا یہ خیال کیا جائیگا کہ مجیب نے دانستہ و بالارادہ دھوکہ دہی کی نیت سے حلف نہیں اٹھائی تھی۔ تاکہ لوگ بھی دھوکا کھائیں کہ اس نے حلفی بیان دیا ہے۔ اور جب ضرورت پڑے تو مجیب یہ بھی کہہ سکے کہ اس نے بیان حلفی نہیں دیا؟ کیا کوئی شریف آدمی اس امر پر اصرار کرے گا کہ مجیب سے باصرار پہلے یہ فقرہ لکھوائے کہ میں جو کچھ کہونگا حلفاً کہونگا؟ جب مطالبہ حلفی بیان کا ہوگا۔ تو ہر دیانت دار اور شریف انسان یہ قیاس کرنے میں حق بجانب ہوگا۔ کہ مجیب نے حلفاً ہی جواب دیا ہے۔ خواہ اس نے الفاظ مونہہ سے دوہرائے ہوں یا نہ دوہرائے ہوں۔ بلکہ حق یہ ہے کہ اگر اس وقت مصری صاحب کی تحریر انکے پاس لوٹا دی جاتی۔ کہ اس میں حلف کے یہ الفاظ نہیں لکھے گئے۔ تو آپ اس پر سخت چراغ پا ہوتے اور اسے اپنی سخت توہین سمجھتے۔ انہیں غصہ ہوتا کہ کیوں ان کی ہر سادہ سے سادہ بات کو بھی حلف کے برابر نہ سمجھا گیا۔ ساری دنیا اس بات کو جانتی ہے۔ اور جو لوگ عدالتوں میں شرفاء کے بیانات سنتے رہتے ہیں خوب جانتے ہیں کہ وکلاء کبھی اصرار نہیں کرتے کہ کسی شریف گواہ کو مجبور کر کے اس سے پہلے حلف کے الفاظ کہلوائیں۔ پس اگر حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے یہی شریفانہ قیاس مصری صاحب کے متعلق کر لیا تو کیا گناہ کیا؟

پھر سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ آخر مصری صاحب کی یہ موشگافی ہے کہ انہوں نے کمال ہوشیاری سے حلف کے مطالبہ کے باوجود حلف کے الفاظ نہیں دوہرائے تھے کیا نتیجہ نکالنا اور کیا بات پیدا کرنا چاہتے تھے؟ کیا آپ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ اگر آپ حلف اٹھائیں تو پھر تو شائد آپ سچ بولنے پر مجبور ہوتے ہیں۔ لیکن اگر آپ حلف نہ اٹھائیں تو پھر سچ بولنے کے پابند کیونکر ہو گئے۔ ان کے لئے اسی صورت میں ناراستی جائز ہے اور وہ ہرگز ہرگز سچ بولنے کے پابند نہیں۔ پھر کیا آپ یہ فرمانا چاہتے ہیں۔ کہ ان کا بیان ملزموں والا بلاحلف بیان تھا؟ میں سچ کہتا ہوں۔ یہ وہ باریک بینی ہے کہ اگر مصری صاحب ذرا بھی غور کرتے تو یہ شکایت ہرگز زبان پر نہ لاتے۔ بلاحلف بیان کی آڑ تو جب خطرناک اخلاقی مجرم بھی لیتے ہیں تو انکا یہ فعل کسی بھلے آدمی کو اچھا نہیں لگتا۔

یہ وہ شکایت ہے جس کا شور مصری صاحب نے دو مہینوں سے ڈال رکھا ہے۔ نبوت سے بالکل انکار کے متعلق مضمون کی طوالت کے خوف سے میں کچھ عرض نہیں کرتا علیحدہ لکھونگا انشاء اللہ۔ احباب نے دیکھ لیا۔ کہ تمہیدی الزامات میں مصری صاحب نے سوائے اس شور و غوغا کے کہ مار دیا مار دیا ہمارے خلاف امور خلاف واقعہ گھڑے جاتے ہیں۔ کوئی خلاف واقعہ امر ثابت نہیں کیا۔ ہاں اپنی راست گوئی کا بھانڈہ خود اپنے ہاتھوں نہایت بُری طرح پھوڑ دیا ہے۔ اور اس پر سارے جہان میں اپنی راست بازی اور مظلومیت کا سکہ جمانے کا خیال ہے۔

حضرت خلیفۂ اول رضی اللہ عنہ کے ارشادات حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے متعلق

اب میں مصری صاحب کے مزعومہ نہایت "زبردست قرائن" کو لیتا ہوں۔ جن کی بنا پر آپ نے یہ کہنے کی جسارت کی ہے۔ کہ یہ خط جعلی ہے اسی سلسلے میں مَیں ایک تمہیدی بات اس مرحلے پر عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ جو یہ ہے کہ جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بارہا فرمایا ہے کہ اگر ایک پیشگوئی بھی احادیث میں حضور کے متعلق موجود نہ ہوتی تب بھی حضور کی صداقت ثابت تھی۔ اسی طرح ہر چند حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کو اپنی صداقت اور اپنے مقام کے انوار و کمالات ثابت کرنے کے لئے کسی شخص کے ارشاد یا کسی پیشگوئی کی خواہ وہ حضرت سیدنا علامہ نورالدین رضی اللہ عنہ کی طرف سے ہی کیوں نہ ہو۔ ضرورت نہیں ؎

ز عشق ناتمام ما جمال یار مستغنیست

بایں ہمہ میں نے مصری صاحب کے سامنے یہ خط جو انکے خلاف ذاتی طور پر اتمام حجت کے لئے آخری چیز ہے دو باتیں ثابت کرنے کے لئے پیش کیا تھا۔ اول یہ کہ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ حضرت فضل عمر کو عاشق قرآن جانتے تھے اور اس کا ذکر فرماتے رہتے تھے۔ دوم یہ کہ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ سے علم پا کر یہ بھی بیان فرماتے رہتے تھے۔ کہ حضور کے بعد سریر آرائے خلافت ثانیہ حضرت فضل عمر ہی ہونگے۔ پس اگر یہ دونو امر حضرت خلیفہ اولؓ کے بہت سے دوسرے ارشادات سے قطعی اور یقینی طور پر ثابت ہوں۔ تو ظاہر ہے کہ اگر مصری صاحب کی ساری الٹی منطق کو بفرض محال درست بھی تسلیم کر لیا جائے۔ کہ بقول مصری صاحب کبھی کوئی حوالہ گھڑا گیا ہے۔ تب بھی اس خط کے گھڑنے کا کوئی باعث یا محرک نہیں رہتا۔ نہ اسکی کوئی ضرورت باقی رہتی ہے۔ کیونکہ ثابت شدہ امر کو ثابت کرنے کے لئے نئی شہادت گھڑنے کی دنیا میں کوئی غلط کار سے غلط کار انسان بھی کوشش نہیں کرتا۔ اور اللہ تعالےٰ کے فضل سے اس بارے میں صدیق اکبر سیدنا نورالدین رضی اللہ عنہ کے اسقدر واضح ارشادات موجود ہیں کہ جس طرح نصف النہار میں آفتاب عالمتاب کے وجود سے انکار کی جرأت ایک بے حس مادر زاد نابینا کو بھی نہیں ہوتی۔ اسی طرح ان ارشادات سے انکار کی جرأت بھی کسی کو نہیں ہو سکتی۔ میں صرف ایک حوالہ جو حضور کے خطبۂ جمعہ مطبوعہ "بدر" ۲۷ جولائی ۱۹۱۰ء کا جزو ہے پیش کرتا ہوں یہ حوالہ خط زیر بحث سے گویا قریباً چار سال پہلے کا ہے۔ حضور فرماتے ہیں:۔ "ایک نکتہ قابل یاد سنائے دیتا ہوں۔ کہ جس کے اظہار سے باوجود کوشش کے رُک نہیں سکتا۔ وہ یہ کہ میں نے حضرت خواجہ سلیمان رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا۔ انکو قرآن شریف سے بڑا تعلق تھا۔ ان کے ساتھ مجھے بہت محبت ہے ۷۸ برس تک انہوں نے خلافت کی۔ ۲۲ برس کی عمر میں وہ خلیفہ ہوئے تھے۔ یہ بات یاد رکھو کہ میں نے کسی خاص مصلحت اور خاص بھلائی کے لئے کہی ہے۔"

اس حوالہ سے صاف واضح ہے کہ سیدنا حضرت فضل عمر کو قرآن کریم سے عشق ہے۔ اور یہ کہ وہ آئندہ خلیفہ ہونگے۔ اور حضرت جری اللہ فی حلل الانبیاء کی پیشگوئی کے مطابق لمبی عمر پائیں گے انشاء اللہ۔ اور یہی دونوں باتیں حضرت خلیفہ اولؓ کے خط زیر بحث سے ثابت کرنا مقصود تھیں۔ ایسے ارشادات کی موجودگی میں خط زیر بحث کی حیثیت ایک مزید تائیدی شہادت کی رہ جاتی ہے۔ اور مصری صاحب کا رویہ صاف طور پر بتاتا ہے۔ کہ ان کے مقصد حیات کے لحاظ سے انکے لئے لازم ہے۔ کہ وہ اب اس خط سے انکار کی کہانی گھڑ لیں۔ تا شائد کسی ناقص الایمان احمدی کے پائے ثبات میں تزلزل آجائے۔

خط زیر بحث کے متعلق میں نے مصری صاحب کی خدمت میں عرض کیا تھا۔ کہ وہ اس کے متعلق دو ہی باتیں کہہ سکتے تھے۔ اول یہ کہ ممکن ہے خط لکھا گیا ہو۔ لیکن ایسا خط انہیں نہیں ملا دوم یہ کہ نہ ایسا خط لکھا گیا۔ نہ انہیں ملا۔ اب قارئین کرام غور فرمائیں۔ کہ اگر مصری صاحب کو راست گوئی مد نظر ہوتی۔ اور وہ معیار صداقت انکے پیش نظر ہوتا۔ جو ایک متقی انسان کو ہر آن پیش نظر رکھنا چاہیئے۔ تو آپ امر اول الذکر سے آگے قدم نہ بڑھاتے۔ کیونکہ ایسے خط کے حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کی طرف سے لکھے جانے میں کوئی چیز عند العقل مانع نہ تھی۔ بلکہ ان ارشادات اور اس سلوک کی روشنی میں جو حضور اس خط سے قبل فرما چکے تھے۔ (مثلاً ۱۹۱۰ء میں گھوڑے سے گرنے پر آپنے حضرت فضل عمر کا نام لے کر جانشینی کی وصیت فرمائی۔ حضور ہمیشہ حضرت فضل عمر کو امام بناتے۔ خطبہ جمعہ کے لئے مقرر فرماتے۔ بار بار ارشاد فرماتے کہ خلیفے خدا بناتا ہے۔ حضور ایدہ اللہ کی غیر معمولی تعظیم فرماتے۔ حضرت صاحبزادہ پیر منظور محمد صاحب نے رسالہ المصلح الموعود لکھا۔ تو اسپر زبردست تصدیقی الفاظ تحریر فرمائے۔ سنہ ۱۹۱۰ء کا خطبہ میں نے ابھی نقل کیا ہے۔ ایسا ہی بیسیوں ایسی اور باتیں تھیں جنکا مشاہدہ مصری صاحب نے خود کیا)

مصری صاحب ایسے خط کا لکھا جانا ذہنی قیاس ہی قریباً قریباً یقینی سمجھ سکتے تھے۔ پھر اس خط کے نہ لکھے جانے پر جو ان کو اسقدر وثوق ہے یہ سوائے اس کے کہ مصری صاحب کو اب حق و باطل میں تمیز کی پرواہ نہیں رہی۔ اور کس طرح حاصل ہو گیا ہے۔ کیا انہوں نے ان تمام اصحاب سے دریافت کر لیا جو سیدنا حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھتے تھے۔ جو حضور کے خطوط لکھتے سنتے اور انہیں ڈاک میں ڈالتے یا حضور کے ارشادات سنتے تھے۔ کہ ایسا خط نہیں لکھا گیا۔ میں کہتا ہوں اگر وہ اپنی طرف سے مکمل تحقیقات بھی کر لیتے تب بھی اگر خدا تعالیٰ کا خوف انکے دل میں ہوتا اور وہ تقویٰ کی باریک راہوں پر چلنے والے ہوتے تو اس دعوےٰ سے ایک نقطہ زائد نہیں کہہ سکتے تھے۔ کہ ممکن ہے لکھا گیا ہو لیکن انہیں نہیں ملا۔ وہ کسی صورت میں بھی اسکے لکھے جانے کے خلاف وثوق اور یقین کا کچھ نہیں کہہ سکتے۔ پس منکرانہ نفی مصری صاحب کی یہ ایک دیدہ دلیری ہی انکے نور ایمان کے ضائع ہو جانے پر آخری گواہ ہے۔ ابو العتاہیہ نے کیا خوب کہا ہے ؎

لاتقتحم بی دواعی النفس معصیۃً
الا وبینی وبین النور ظلماء

Digitized by Khilafat Library Rabwah

161

سنہ ۱۹۱۴ء کا شائع شدہ خط اور مصری صاحب

امر اول کے فقرے کی دوسری شق کہ "انہیں خط نہیں ملا" اس ادعا کے لئے بھی ایک مناسب وقت تھا۔ یہ خط اپریل سنہ ۱۹۱۴ء میں شائع ہوا۔ اور اس بات کو یقین کرنے کے لئے زبردست قرینہ موجود ہے کہ مصری صاحب کو اسی سال میں اس کا علم ہو گیا۔ سنہ ۱۹۱۴ء کا سال جماعت احمدیہ کے لئے کوئی معمولی سال نہ تھا۔ حضرت خلیفہ اول کی وفات جماعت کیلئے ایک زلزلہ عظیمہ تھا جس سے جماعت کے دو ٹکڑے ہو گئے۔ کئی بڑے چھوٹے کئے گئے اور کئی چھوٹے بڑے کئے گئے۔ اس وقت قیاس میں بھی نہیں آ سکتا کہ ایک شخص جو بڑے ایمان کا دعویدار ہو اور اپنے وطن اور مرکز سلسلہ سے سینکڑوں کوس دور بیٹھا تھا۔ وہ سلسلے کے حالات سے بے خبر رہنا گوارا کرتا۔ "الفضل" لازماً اسے ملتا تھا۔ سفر میں تو "الفضل" کے انتظار میں لوگ دو دو تین تین دفعہ پڑھتے ہیں۔ اخبار ایک دفعہ نہیں ہفتے میں کئی دفعہ پڑھا جاتا تھا۔ یہاں تک کہ دوسرا پرچہ آ جائے کیا ایسی حالت میں یہ قیاس کیا جا سکتا ہے کہ مصری صاحب نے یہ اخبار نہ پڑھا ہو۔ پھر خود مصری صاحب نے اس امر کو تسلیم کیا ہے کہ جماعت احمدیہ نے اس خط سے فائدہ اٹھایا ہے۔ جس کے معنی یہ ہیں کہ اس خط کی موجودگی اور اس سے فائدہ اٹھانے کا مصری صاحب کو علم ہے لیکن سنہ ۱۹۱۴ء سے سنہ ۱۹۳۷ء تک کی خاموشی سے مصری صاحب اپنے حق انکار کو ہمیشہ کے لئے ضائع کر چکے ہیں۔ امر دوم کہ یہ خط جعلی ہے نہ لکھا گیا نہ انہیں ملا۔ یہ ایسے دماغ کی اختراع ہے جو اتنا سمجھنے سے بھی فارغ ہو چکا ہے کہ اس کے انکار کو کوئی صاحب ہوش قبول بھی کرے گا یا نہیں۔ اور ایسے دل کی ایجاد ہے جو سچائی کے نور سے مقتبس ہونے کی اہلیت بھی ہمیشہ کے لئے ضائع کر چکا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

مضحکہ خیز قرائن

مصری صاحب نے جو "قرائن" اس خط کے جعلی ہونے کے بیان فرمائے ہیں وہ اپنی ذات میں خود درجہ مضحکہ انگیز ہیں۔ انہیں خیال ہے کہ چونکہ آپ نے ان کے ساتھ "نہایت زبردست" کے الفاظ تحریر فرمائے ہیں اس لئے اب کسی کو حق نہیں پہنچتا کہ انہیں زبردست نہ سمجھے۔ آپ نے اپنے قرائن کی بنیاد اس بات پر اٹھائی ہے کہ الفضل کے ایڈیٹر یکم اپریل سنہ ۱۹۱۴ء کو حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح ثانی تھے۔ مصری صاحب کا حافظہ اور طریق استدلال بھی مصری صاحب سے سخت بوالعجبیاں کرتے رہتے ہیں۔ اگر انہیں یاد آ جائے کہ حضور اس وقت سریر آرائے خلافت تھے اور "الفضل" کے ایڈیٹر نہ تھے اور ان کے تجاہل عارفانہ سے یہ پردہ اٹھ جائے کہ اس خط کے راوی ایڈیٹر "الفضل" یا حضرت امیر المومنین نہیں تو آپ کی بنا الفاسد علی الفاسد خود بخود ہی دھڑام سے زمین پر آ رہے۔ مصری صاحب خوب کان کھول کر سن لیں کہ ہمیں دھوکہ نہیں دیا جا سکتا۔ مصری صاحب نے دانستہ خط کے ایڈیٹر صاحب "الفضل" کے ہاتھ آنے اور اس کی نقل رکھنے یا نہ رکھنے کا قصہ گھڑا ہے۔ ورنہ انہیں اچھی طرح معلوم ہے کہ اس خط کے راوی حضرت مولانا شیر علی صاحب جیسے فرشتہ سیرت بزرگ ہیں جن کے خلاف خط وضع کرنے کا ناپاک الزام لگانا طعنہ برپاکاں کا مصداق ہے۔

مصری صاحب جب سلسلہ عالیہ احمدیہ سے علیحدہ ہوئے تو اس وقت بھی آپ نے اس بات کا اقرار کیا تھا کہ یہ جماعت پاکوں کی جماعت ہے۔ میں مصری صاحب سے یہ پوچھتا ہوں کہ کیا اب وہ حضرت مولانا صاحب پر بھی زبان الزام دراز کرینگے؟ کون مان سکتا ہے آپ نے یکم اپریل کا پرچہ کبھی دیکھا ہی نہیں ہے۔ اس لئے انہیں معلوم نہیں کہ حضرت مولانا اسکے راوی ہیں۔ آپ نے کیا بچوں کی سی بات کی کہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ نے اصلی خط رکھ لیا ہوگا۔ یا اس زمانے میں نقل رکھ لی ہوگی۔ مصری صاحب! حضرت اقدس کو اس خط سے قطعاً کوئی دور کا بھی تعلق نہیں۔ آپ خواہ مخواہ ہی اس خط کو ایک "اہم ڈاکیومنٹ" سمجھتے ہیں۔ اور اس کے ذریعہ سے اپنے لئے بڑائی تلاش کرتے ہیں۔ آپ اس خط سے انکار کر کے جماعت کا خدا کی قسم کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتے۔ یہ صرف آپ کیلئے ذاتی طور پر بطور حجت پیش کیا گیا تھا۔ ورنہ آپ خود ہی بتائیں کہ سنہ ۱۹۱۴ء کا خطبہ خط سے زیادہ واضح الفاظ میں وہ تمام باتیں ثابت نہیں کرتا جو خط نے ثابت کر دکھائیں۔

خط کی نقل

میں پوچھتا ہوں اگر نقل رکھی جاتی تو آپ اسے کیا تسلیم کر لیتے؟ کیا حضرت خلیفہ اول کے خط کو اس وقت کوئی روک کر اپنے پاس رکھ سکتا تھا؟ جو روکتا وہ دوسروں کی دستاویزات دفتروں سے چرانے کا عادی ہوتا تو ایسا کرتا۔ اور وہ سالہا سال قبل سے دل میں نفاق کی گرہ باندھ کر بیٹھا ہوا ہوتا۔ دوسروں کو بھی منافق خیال کرتا اور سوچتا کہ شاید مصری صاحب بعد میں خط سے منکر ہو جائیں اس لئے ابھی سے نقل رکھ لو۔ کیا خط کی نقل رکھنے والے یا اسے اپنے پاس رکھ لینے والے کو اسی وقت سے آپ کے دل کا حال معلوم تھا اگر نہیں تو خط کے روکنے یا اس کے نقل رکھنے کی تقریب کیا مثیں آ گئی تھی تو مصری صاحب کو یاد رکھنا چاہیئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا لخت جگر محبوب خدا۔ مصری صاحب کو روحانی جنم دینے والے جری اللہ فی حلل الانبیاء کے بیٹے کی شان اس سے بہت بہت بلند ہے کہ وہ ایسے خطوں کی نقل رکھیں۔ آپ کیلئے یہ خط آپ کا ارض و سما ہوگا۔ حضرت مصلح موعود کی نگاہ میں اس کی کوئی قیمت نہیں۔ کیونکہ آپ کسی طرح بھی اپنی صداقت کے لئے اس کے محتاج نہیں ہیں۔

دون ہمتی اور بزدلی

مصری صاحب نے ایک اور بات فرما کر اپنے ایمان کا پردہ پھر اپنے ہاتھوں چاک کر لیا ہے۔ فرماتے ہیں یہ ممکن نہ تھا کہ ایسا "اہم ڈاکیومنٹ" ان کے قبضے میں رہنے دیا جاتا۔ میں عرض کرتا ہوں کہ کیا چوبیس سال آپ اپنے ایمان کو ایسے ہی ناجائز دباؤ کے بار گراں کے نیچے دبے بیٹھے رہے۔ اگر آپ اپنی عمر کا اتنا بڑا حصہ ایسی دون ہمتی اور بزدلی سے گزار سکتے ہیں تو اب کون خردمند آپ پر اعتبار کر سکتا ہے کہ آپ کسی کا ساتھ ایمان اور راستبازی کی بنا پر دے رہے ہیں۔ کیا ہر صاحب بصیرت صاف طور پر دیکھ نہیں سکتا۔ کہ فطری بزدلی پر صرف نفاق کا رنگ ہی کھل سکتا تھا اس پر اللہ کا رنگ چڑھنا بہت مشکل ہے۔

مباہلہ کا چیلنج

یہ ہیں وہ تمام قرینے جو آپ نے نہایت زبردست بتا کر بیان فرمائے ہیں۔ اور آخر میں آپ نے حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح ثانی کو مباہلہ کا چیلنج دیا ہے۔ حالانکہ حضور نے اس خط کے ہونے یا نہ ہونے کا کبھی ذکر ہی نہیں فرمایا۔ اگر ہو تو اس سے حضور کی شان میں کوئی اضافہ نہیں ہوتا۔ اور اگر نہ ہو تو حضور کی صداقت میں ایک بال برابر بھی فرق نہیں آتا پھر مصری صاحب خوب جانتے ہیں کہ یہ کوئی اصولی مسئلہ نہیں کہ اس پر کسی رو سے بھی مباہلہ جائز ہو۔ صرف جھوٹی اور سراسر تعلّی کے لئے مباہلے کا چیلنج بھی دے مارا ہے۔

وسوسہ اندازی کے خلاف حلفیہ بیان

مصری صاحب نے اس عاجز کے خلاف حسب عادت وسوسہ اندازی فرمائی ہے۔ وہ بھی اپنی ذات میں عجیب ہے۔ میں اسی خدائے پاک کی قسم کھا کر عرض کرتا ہوں۔ جس کی جھوٹی قسم کھانا لعنتیوں کا کام ہے کہ مجھے کسی احمدی یا غیر احمدی یا پیامی یا کسی اور قوم کے آدمی نے بٹالہ کے سٹیشن پر یا کسی اور جگہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کا کبھی کوئی خط نہیں دکھایا۔ جس سے حضور کے خلاف کوئی بات نکلتی ہو۔ میں اس سے بھی زیادہ آگے بڑھ کر کہتا ہوں کہ خدا کی قسم کبھی بھی کسی شخص نے ایسی کوئی تحریر مجھے نہیں دکھائی جس کی نیت یہ ہو کہ مجھ پر حضور کے خلاف کوئی برا اثر ڈالا جائے۔ نہ ہی میں نے کوئی ایسی تحریر دیکھی۔ میں اس سے بھی آگے بڑھتا ہوں اور کہتا ہوں کہ جھوٹے پر خدا تعالیٰ کی کروڑوں کروڑ لعنت۔ کاش مصری صاحب ایسی ہی بے بنیاد باتوں کی بنا پر اپنی عاقبت برباد نہ کر لیتے۔

دوسری بات آپ نے میرے خلاف یہ بیان کی ہے کہ میں نے کوئی خط حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے حضور محمد امین خان مرحوم کی وفات پر لکھا۔ اور مصری صاحب چاہتے ہیں کہ وہ خط میں من وعن شائع کر دوں یہ مصری صاحب کی وسوسہ اندازی کی ایک اور شرمناک مثال ہے۔ میں پھر اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے محمد امین خان کی موت پر کوئی ایسا خط نہیں لکھا جس میں کوئی ایسا اظہار ہو جس سے اس واقعہ کے متعلق کسی قسم کی کوئی ذمہ داری حضور ایدہ اللہ پر آتی ہو۔ محمد امین خان میرے رشتہ دار تھے۔ اور حضرت امیر المومنین جماعت کے امام۔ محافظ۔ اور ہمارے قاضی القضاۃ ہیں۔ حمیت جاہلیت کی بنا پر مجھے مکرم چودھری فتح محمد صاحب کے خلاف شکایت تھی اس کا ذکر حضور سے کیا۔ اس میں میں نے تلخ بیانی کی ہو تو یہ جذبات ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ کئی جھوٹی روایات میرے کانوں میں ڈالی گئیں۔ ممکن ہے میں نے ان کا بھی ذکر کیا ہو خطوں کی نقل رکھنے کی مجھے عادت نہیں۔ اگر مصری صاحب نے حسب عادت ایسا کوئی خط بھی دفتر سے اڑا لیا ہو۔ تو مہربانی فرما کر شائع فرما دیں۔ پھر بات کھل جائے گی

مجھے سخت شرم آتی ہے کہ ایک پبلک مضمون میں۔ جس میں صرف مضمون پر بحث ہونا چاہیئے تھی۔ مجھے ذاتی باتوں کا ذکر کرنا پڑا۔ میں اچھا تھا یا برا۔ اس کا کوئی تعلق مصری صاحب کے چیلنج تفسیر نویسی سے نہ تھا انہیں یہ ذاتی طعن بازیوں سے خود ہی پرہیز کرنا چاہیئے تھا۔ اور ایک حق پرست انسان بات کو اصل مضمون تک محدود رکھا کرتا ہے۔ لیکن مصری صاحب جان بوجھ کر مجھے ذاتی باتوں کی طرف گھسیٹ لائے ہیں۔ ان باتوں سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا۔ کہ علم غیب کے مصفّٰی چشمے سے واقعہ میں آپ کے لب خشک بھی تر ہوئے ہیں +

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

"قومی زندگی کیلئے یہ امر نہایت ضروری ہے کہ قوم کے نوجوان پہلے سے بہتر ہوں"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہماری زندگی

"جب کسی قوم کے نوجوانوں میں یہ روح پیدا ہو جائے کہ اپنی قومی اور مذہبی مقاصد کی تکمیل کیلئے جان دے دینا بالکل آسان سمجھنے لگیں اسوقت دنیا کی کوئی طاقت انہیں مار نہیں سکتی"

اے احمدیت کے بیدار بخت نوجوان!

تیری زندگی میں احمدیت کی زندگی اور ساری دنیا کی زندگی ہے اس حقیقت کو سمجھنے کی کوشش کر

احمدیت کا ستون

تو ہی ہے

آج اسلام غربت میں ہے اور تیرے پیچھے اسلام کا چہرہ ہے

ذمہ داریوں کا کسقدر عظیم الشان بوجھ تیرے کندھوں پر ہے

اٹھ!

اور قومی زندگی کے قیام کی اس روح کو اپنے اندر پیدا کر۔ اپنے قومی اور مذہبی مقاصد کی تکمیل کیلئے جان دیدینا بالکل آسان سمجھ

تو اپنی زندگی اور اپنی قوم کی زندگی چاہتا ہے اگر ہے۔ تو قوم کی خاطر مرنے کیلئے تیار ہو

کیونکہ

جو خود مرنے کیلئے تیار ہو جائے اُس کو دنیا کی کوئی طاقت نہیں مار سکتی خود موت بھی اس سے ڈرنے لگتی ہے

مگر

تو اس روح کو اپنے اندر پیدا نہیں کر سکتا۔ تیرے اندر یہ جذبہ یہ ہمت اور یہ مستعدی پیدا نہیں ہو سکتی

جب تک کہ تو

مجلس خدام الاحمدیہ کی تنظیم میں شامل ہو کر باقاعدہ تربیت حاصل نہ کرے

جس کیلئے حضور فرماتے ہیں:۔

"ہندوستان میں جہاں جہاں بھی جماعت ہے وہاں کے نوجوانوں کیلئے جو پندرہ سال سے زیادہ اور چالیس سال سے کم عمر کے ہوں مجلس خدام الاحمدیہ کا ممبر ہونا لازمی ہوگا۔ اور ضروری ہوگا کہ وہ اس میں شامل ہوں"

خاکسار ملک عطاء الرحمن معتمد مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ

خوشنویسوں کی ضرورت

قادیان کی طباعت کتب کی بڑھتی ہوئی ضروریات کے لئے اس وقت مرکز میں خوش نویسوں کی سخت قلت ہے۔ اور اچھے کاتب تو پہلے سے ہی بہت کم ہیں۔ اسلئے جو احباب مرکز میں کام کرنے کے خواہشمند ہوں وہ بہت جلد مہتمم نشر و اشاعت نظارت دعوت و تبلیغ سے خط و کتابت کر کے حالات دریافت کر سکتے ہیں۔ سنگ سازوں کی بھی ضرورت ہے۔ — ناظر دعوت و تبلیغ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جناب پیر اکبر علی صاحب ایم ایل اے کی ایک مؤثر تقریر

۱۱ ستمبر کو مسلمانان فیروزپور کا ایک جلسہ عیدگاہ میں منعقد ہوا۔ جس میں جناب شیخ غلام حیدر صاحب وکیل نے فیروزپور کے ہندوؤں کی ذہنیت اور ان کی ناروا داری کے خلاف اظہار افسوس کرتے ہوئے مسلمانوں کو مشورہ دیا کہ وہ آئندہ سحری و افطاری کے وقت کوئی نقارہ وغیرہ نہ بجائیں۔ صرف اذان کی آواز پر افطار کریں۔ ان کے بعد جناب پیر اکبر علی صاحب ایم۔ ایل۔ اے نے بعض غیر احمدی معززین کے اصرار پر تقریر شروع کی۔ تو حاضرین نے باواز بلند اللہ اکبر کا نعرہ لگایا۔ آپ نے انتہائی اشتعال اور بدامنی کے موقع پر مسلمانوں کو جو پُرامن رہنے کا حکم ہے۔ اسی کو اختصاراً قرآن کریم سے پیش کیا۔ اور کہا کہ سحری و افطار کے وقت نقارہ بجانے سے مسلمانوں کو فائدہ ہے۔ اس لئے اسے بند نہیں کرنا چاہیئے۔ بعض شرارت پسندوں نے احمدی و غیر احمدی سوال پیدا کرنے کی کوشش کی مگر صاحب صدر نے فرمایا کہ یہ جلسہ کسی خاص جماعت یا کسی خاص فرقہ کا نہیں۔ یہ تمام مسلمان فرقوں کا جلسہ ہے۔ ہر ایک شخص کو اس میں تقریر کرنے کا حق ہے۔ جلسہ کے خاتمہ پر حاضرین نے پیر اکبر علی زندہ باد کے نعرے لگائے۔

خاکسار محمد علی از فیروزپور شہر

اٹھائیسواں یوم وقار عمل

مجلس خدام الاحمدیہ کا اٹھائیسواں یوم وقار عمل انشاء اللہ ۲۹ ماہ تبوک مطابق ۲۹ ستمبر بروز جمعہ منایا جائے گا۔ تمام خدام اور انصار اللہ سے درخواست ہے کہ وہ اس تاریخ کو یاد رکھیں اور اس روحانی دعوت میں شریک ہونے کے لئے تیار ہو جائیں۔

خاکسار ظہور احمد مہتمم وقار عمل مجلس خدام الاحمدیہ

آپکو اولاد نرینہ کی خواہش ہے

حضرت خلیفۃ المسیح اول کا تحریر فرمودہ نسخہ۔

جن عورتوں کے ہاں لڑکیاں ہی لڑکیاں پیدا ہوتی ہوں۔ ان کو شروع سے ہی یہ دوائی "فضل الٰہی" دینے سے تندرست لڑکا پیدا ہوتا ہے۔ قیمت مکمل کورس سولہ روپے۔ ملنے کا پتہ

دوا خانہ خدمت خلق قادیان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تازہ اور ضروری خبروں کا خلاصہ

لنڈن ۱۴ ستمبر۔ پہلی امریکن فوج نے جرمن سرحد سے ۳½ میل اندر کی طرف سارڈن کے شہر پر قبضہ کر لیا ہے۔ یہ جرمنی کا پہلا شہر ہے جس پر اتحادی قبضہ ہوا ہے۔ دوسری برطانی فوج نے چار روز کی لڑائی میں نہر البرٹ کے محاذ پر دشمن کی طاقت کو بالکل توڑ دیا ہے۔ دشمن کے نزدیک اس نہر کی بہت اہمیت ہے۔ جنرل پیٹن کی فوج کا موزیل کے محاذ پر دشمن سخت مقابلہ کر رہا ہے۔ پھر بھی امریکن فوج کافی آگے بڑھ گئی ہے۔ بہت بڑی تعداد میں ٹینک اور دیگر ضروری سامان اس پار پہنچ گیا یا جا چکا ہے۔ اتحادی ہوائی جہازوں نے سگیفرڈ لائن کے اہم ریلوے جنکشن پر سخت بم باری کی۔ اس کے علاوہ جرمنی کے تیل کے ذخائر اور موٹر سازی کے کارخانوں کو بھی نشانہ بنایا گیا۔

لنڈن ۱۴ ستمبر۔ مارشل سٹالن نے اعلان کیا ہے کہ روسیوں نے لونگزا پر قبضہ کر لیا ہے۔ جو وارسا اور مشرقی پرشیا کی طرف جانیوالے رستوں پر ایک اہم مقام ہے۔ وارسا کی بیرونی بستیوں میں بڑے زور کی لڑائی شروع ہو چکی ہے جنوبی پولینڈ میں کالگو کے شہر پر بھی روسی قبضہ ہو چکا ہے۔ مارشل ٹیٹو نے اعلان کیا ہے۔ کہ محبان وطن یوگوسلاوی دستے روسی فوج سے آملے ہیں۔

لنڈن ۱۴ ستمبر کیوبک کانفرنس میں کینیڈا آسٹریلیا۔ اور نیوزی لینڈ کے نمائندے بھی شریک ہیں

واشنگٹن ۱۴ ستمبر۔ امریکن ہوابازوں نے بیشتی فلپائن کے تین جزائر پر سخت بم باری کی ۔ دشمن کے دو سو ہوائی جہاز اور بعض بحری جہاز جو سامان ذخیرہ لے جا رہے تھے برباد کئے گئے

بمبئی ۱۴ ستمبر۔ مقامی کارخانہ دارانہ ایسوسی ایشن کے ... بمبئی یونیورسٹی کو چار لاکھ روپیہ دیا ہے۔

کلکتہ ۱۴ ستمبر۔ انڈین جیوٹ ملز ایسوسی ایشن نے بنگال کے ریڈ کراس فنڈ میں ۲½ لاکھ روپیہ دیا ہے اور مزید ۱½ لاکھ دینے کا وعدہ کیا ہے

دہلی ۱۴ ستمبر۔ برطانیہ کی وزارت خوراک کے سکرٹری نے یہاں ایک تقریر کرتے ہوئے کہا کہ برطانیہ میں محکمہ خوراک کی کامیابی کے دو راز ہیں۔ ایک تو یہ کہ سیاسیات کو کھانے کے معاملات میں دخل انداز نہ ہونے دیا جاتا۔ اور دوسرے یہ کہ پبلک سے کوئی بات مخفی نہیں رکھی جاتی۔

لنڈن ۱۴ ستمبر۔ سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے کہ گزشتہ شب جرمن دور مار توپوں نے انگلستان کی بندرگاہ ڈوور پر مسلسل سات گھنٹے گولہ باری کی۔ یہ سلسلہ بھی آج صبح بھی تین گھنٹے جاری رہا۔ یہ گولہ باری ساحل فرانس سے کی گئی۔ معلوم ہوا ہے کہ جرمنوں نے انگلستان پر گولہ باری کے لئے بہت سے رسالے۔ توپیں مشین گنیں اور ٹینک وغیرہ ساحل فرانس پر جمع کئے ہیں۔

ماسکو ۱۴ ستمبر۔ رائٹر کی خبر ہے کہ شمالی پولینڈ میں نوما کے اردگرد لڑائی انتہائی شدت اختیار کر گئی ہے یہاں جرمنوں نے کثیر تعداد میں فوجیں۔ توپ خانہ اور ٹینک جمع کر دیئے ہیں تا سوویٹ افواج کی پیش قدمی کو روکا جا سکے تازہ لڑائیوں میں روسیوں نے دشمن کی نئی دفاعی لائن کو بھی توڑ دیا ہے

بمبئی ۱۴ ستمبر۔ گاندھی جی نے اخبار نویسوں کو تلقین کی کہ وہ مسٹر جناح کے ساتھ ان کی ملاقاتوں کے بارہ میں قیاس آرائیوں سے کام نہ لیں اور ادھر ان دونوں کے چہروں پر سے امید کے سوا کوئی دوسری بات نہ پڑھیں۔

دہلی ۱۴ ستمبر۔ حکومت ہند نے اس خبر کی تردید کی ہے۔ کہ پنجاب کے چاول کے کم سے کم نرخ مقرر کر دیئے گئے ہیں۔ چاول کے کم سے کم نرخ مقرر نہ کرنے کے بارے میں حکومت ہند صوبائی حکومتوں سے مشورہ کر رہی ہے۔

دمشق ۱۴ ستمبر۔ فلسطین کے عرب لیڈروں نے تجویز کی ہے۔ کہ تمام عرب حکمرانوں سے درخواست کی جائے کہ فلسطین میں یہودیوں نے عربوں سے جو زمینیں خرید لی ہیں۔ وہ دس لاکھ پونڈ کی رقم خرچ کر کے ان سے وہ زمینیں واپس لے لیں۔

لنڈن ۱۴ ستمبر کہا جا رہا ہے کہ مسٹر ایمری اٹلی سے ہندوستان آئیں گے۔

لنڈن ۱۴ ستمبر یہاں کی پولش گورنمنٹ نے اعلان کیا ہے کہ اتحادیوں کی طرف سے وارسا میں لڑنے والے پولش دستوں کو اچھی خاصی مدد دی جا رہی ہے۔ اس وقت تک ان کے لئے ایک سو ٹن اسلحہ ہوائی جہازوں سے پھینکا جا چکا ہے۔ اور وہ اس اسلحہ سے لڑائی کو جاری رکھ رہے ہیں۔

لنڈن ۱۴ ستمبر۔ ٹوکیو ریڈیو نے جاپانی وزیر اعظم کا ایک پیغام اہل ملک کے نام براڈکاسٹ کیا۔ جس میں کہا گیا ہے۔ کہ موجودہ جنگی صورت حالات بہت نازک ہے۔ ہر جاپانی کو چاہیئے کہ اپنا فرض ادا کرنے میں کسی قسم کی کوتاہی نہ کرے۔

لنڈن ۱۴ ستمبر۔ جرمن نیوز ایجنسی کا بیان ہے۔ کہ روسی فوجیں یونان کے علاقہ تھریس میں داخل ہو گئی ہیں۔

لنڈن ۱۴ ستمبر۔ اتحادی فوج نے ہالینڈ کی سرحد کو ایک اور جگہ سے پار کر لیا ہے نہر البرٹ سے ہٹ کر اب دشمن نے نہر ایسکوٹ کے ساتھ مورچے سنبھال لئے ہیں۔ جو دوسری قدرتی رکاوٹ ہے دشمن گو مقابلہ کر رہا ہے مگر اس کی فوجوں میں رابطہ قائم نہیں رہا ہے۔ برسیٹ میں تاحال جرمنوں نے قدم جما رکھے ہیں

لنڈن۔ روسی فوجیں ٹرانسلوینیا میں بڑھتی ہوئی چیکوسلاکیہ کی سرحد پر جا پہنچی ہیں

لنڈن ۱۴ ستمبر۔ اٹلی میں بحیرہ ایڈریاٹک کے محاذ پر ایسی سخت لڑائیاں ہو رہی ہیں۔ کہ اس مہم میں اب تک نہ ہوئی تھیں۔ آٹھویں فوج نے دشمن کو اس اونچی زمین سے نکال دیا ہے۔ جہاں سے رمینی کا شہر صاف دکھائی دیتا ہے۔

لنڈن ۱۴ ستمبر۔ ایک سرکاری اعلان میں کہا گیا ہے کہ بحیرہ ایجین میں دشمن کا جہازی قافلہ برباد کر دیا گیا ہے۔

کانڈی ۱۴ ستمبر۔ جنوب مشرقی بحر الکاہل کے ہیڈکوارٹر سے اعلان کیا گیا ہے کہ شمالی برما میں ہوپن کے مقام پر اتحادیوں کا قبضہ ہو چکا ہے

Future Religion of the World

دنیا کا آئندہ مذہب

خدا تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے یہ تو مقدر کر ہی دیا ہے کہ احمدیت یعنی حقیقی اسلام دنیا کا آئندہ مذہب ہو گا۔ اب یہ ہمارا فرض ہے کہ ہم اپنی جان و مال سے اس کی تمام جہان میں اشاعت کریں۔ اس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعویٰ مجددیت۔ مسیحیت۔ مہدویت۔ نبوت کا ثبوت حضور ہی کی تحریرات سے دیا گیا ہے۔ مختصر یہ کہ اس میں بہت سے ایسے مضامین ہیں جن سے غیر احمدی و غیر مسلم اصحاب پر حجت پوری ہو سکتی ہے اسے ہمیشہ اپنی جیب یا بیگ میں رکھئے۔ قیمت فی ایک روپیہ کے پانچ۔ اسی قیمت پر ہمارے بیرونی مشنوں کو بھی روانہ کیا جا سکتا ہے

عبد اللہ الہ دین سکندر آباد دکن

"ٹیکو اچیو"
"آٹھوں کونے ایک چھت کے نیچے"
یہ ہے جاپانیوں کا نعرہ۔
یعنی دنیا کے آٹھوں کونے جاپان کی چھت کے نیچے۔ ہندوستان اس چھت کے نیچے نہیں جائے گا
فتح کے ذریعے آزادی
۸۸۸
۱۰۲۱